نقد رجال بسبب جہالت راوی میں امام علی بن المدینیؒ کا منہج

The Style And Manner of Imam Ali Bin Almadini Regarding Ignorance of The Narrator In The Criticism of Men(Narrators)

ڈاکٹر عبداللہ: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، لاہور کینٹ، لاہور

Abstract:

The science of Hadith is basically founded on rational guidelines, with a methodology based on an accumulation of experience attained by the Hadith scholars. These experiences were on the basis of narrating reports and checking their authenticity and soundness. For this purpose, scholars contributed a lot to check the reliability, validity, purity and authenticity of the Narrators of Hadith. Different conditions, rules and regulations were established by the experts of Hadith. The name of Imam Ali Bin Al-Madeeni is distinguish and has trustworthy status in this field. In this research article, efforts are made to explore the expertise of Al-Madeeni and to study the Methodology of Criticism adopted by him. The main objectives of this paper were to identify and analyze the Criticism criteria regarding *Majhool* (unknown) Narrators set by Imam Ali Bin Al-Madeeni because of his extraordinary rules and reservations for Hadith's Narrators. It was also founded that there was a specialty in Al-Madeeni's opinion to remove the title of 'Jahalah' from a Narrator as compare to other scholars of this field.

علوم الحدیث میں نقد رجال سے مراد "رجال حدیث کی خوبیاں اور خامیاں بیان کرنا" ہے۔اس علم کو "جرح و تعدیل" بھی کہتے ہیں۔احادیث رسول ﷺ کی اسناد کی صحت وضعف کو جانچنے کا روایتی معیار اسی علم کی بدولت ہی حاصل ہوتا ہے۔علم نقد رجال میں رواۃ حدیث کے حالات وتعارف میں بعض رواۃ ایسے بھی ملتے ہیں جن کے تعارف کے متعلق بعض بنیادی معلومات تک بھی میسر نہیں ہو پاتیں۔لہذا ایسے راویوں کی روایات کی قبولیت ایک مسئلہ بن جاتی ہے۔اس سلسلے میں محدثین نے بعض ایسے اصول متعارف کرادیے ہیں جن کی روشنی میں مجہول راویوں کی پہچان اوران کی جہالت کی نوعیت کو معلوم

کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ امیر المومنین فی الحدیث امام ابو الحسن علی بن عبداللہ المدینیؒ (المتوفی 234ھ) جو علم نقد رجال میں مہارت رکھنے میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، نے بھی نقد رجال کے تقریباً تمام موضوعات پر کچھ نہ کچھ ضرور کہا ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں جہالت راوی کے سلسلے میں امام علی بن المدینیؒ کے مجاہیل رواۃ پر نقد کا منہج بیان کیا جائے گا۔ لیکن اس سے پہلے جہالت راوی اور اس کی اقسام کا ذکر کیا جانا ضروری ہے تاکہ جہالت راوی کے متعلق بنیادی معلومات سے آگاہی حاصل ہو جائے۔

جہالت کا مفہوم:

عربی لغت میں جہالت کا اطلاق دو باتوں پر ہوتا ہے۔ (i) جَھْلٌ بمقابلہ علمٌ۔ اور (ii) جَھْلٌ بمقابلہ حِلْمٌ۔ یعنی جہالت جو علم کے خلاف ہو یا جہالت جو حلم کے خلاف ہو۔[1] کلامِ عرب میں مشہور ہے کہ "جهلت الشيء"۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی اسے نہ جانتا ہو۔[2] اسی طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں مجہول ہے یا یہ کہ اس کا معاملہ مجہول ہے اور فلاں کا حق مجہول ہے۔[3] لہذا جہالت سے مراد بغیر علم کے کوئی کام کرنا اور مجہول وہ ہے جس کا کسی کو علم نہ ہو یا ایسی چیز جس پر دلالت کرنے والا کوئی نہ ہو یا جس کی معرفت میں شک ہو۔

جہالتِ راوی کا مفہوم:

علم نقد رجال میں راویانِ حدیث پر جرح کے اسباب طعن میں سے جہالتِ راوی، عدالت کے منافی امور میں سے ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی راوی کی ذات یا صفات معلوم نہ ہوں تو اس پر جرح یا تعدیل ممکن نہیں ہو سکتی جس کی وجہ سے وہ مجہول کہلاتا ہے اور اس کی روایت مشکوک ہو جاتی ہے۔ لہذا کسی راوی کی جہالت کی بناء پر علماء حدیث مجہول

راوی کی روایت کو قبول کرنے میں اختلاف کرتے ہیں۔ اس بات کی مزید وضاحت کے لیے مجہول راوی کی تعریف اوراس سے متعلقہ مبادیاتی امور واحکام بیان کیے جارہے ہیں۔

مجہول کی اصطلاحی تعریف:

علوم الحدیث میں مجہول سے مراد وہ راوی ہے جس کی ذات یا حالات و اوصاف معلوم نہ ہوں۔اسی طرح وہ راوی بھی مجہول ہے جس پر جرح یا تعدیل معلوم نہ ہو۔ چنانچہ امام خطیب بغدادیؒ نے محدثین کی طرف نسبت کرتے ہوئے مجہول کی تعریف یوں بیان کی ہے:

"هو كل من لم يشتهر بطلب العلم في نفسه، ولا عرفه العلماء به، ومن لم يعرف حديثه إلا من جهة راو واحد".[4]

"ہر وہ شخص جواپنی ذات کے اعتبار سے طلبِ علم میں مشہور نہ ہو اور نہ ہی علماء اسے علم کے حوالے سے جانتے ہوں اور جس کی حدیث کی پہچان ایک راوی کی روایت کے سوا نہ ہو(یعنی وہ روایت فقط ایک راوی سے مروی ہو)"۔

امام خطیب بغدادیؒ کی تعریف اگرچہ مطلق ہے لیکن اس میں غور وفکر کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ مجہول کی اقسام میں سے ایک قسم "مجہول العین" کی تعریف ہے۔

ڈاکٹر نورالدین عتر" منہج النقد فی علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں:

"من لم يعرف وصفه وهو المجهول"-[5]

"جس راوی کا وصف معلوم نہ ہو وہ مجہول ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ راوی جس کی ذات یا اوصاف و حالات کسی وجہ سے معلوم نہ ہوں، اس نے خود بھی اپنے آپ کو مشہور نہ کیا ہو، اور علماء بھی اسے نہ پہچانتے ہوں، نیز اس سے صرف ایک ہی شخص روایت کرے تو وہ مجہول ہے۔ جہالت راوی کے چند اہم اسباب یہ ہو سکتے ہیں، مثلاً: راوی کے حقیقی نام کی صراحت نہ ملنا یا مختلف ومتعدد ناموں، کنیتوں، القابات اور پیشوں وغیرہ سے معروف ہونا یا قلیل الروایۃ ہونا وغیرہ۔

مجہول کی اقسام:

جہالتِ راوی کی انواع کی وجہ سے جمہور محدثین کے نزدیک مجہول کی تین قسمیں ہیں۔

i-مجہول العین ii-مجہول الحال iii-مستور

مجہول العین کی تعریف:

خطیب بغدادیؒ نے مجہول کی جو تعریف کی ہے اکثر علماء اس کو "مجہول العین" کی تعریف ہی سمجھتے ہیں۔ لہذا ان کے نزدیک جو شخص علم حدیث میں علماء کے ہاں معروف نہ ہو اور اس کی حدیث بھی صرف ایک راوی سے ہی مروی ہو وہ "مجہول العین" ہے۔ جبکہ حافظ ابن حجرؒ نے "مجہول العین" کی تعریف یوں بیان کی ہیں۔

"من لم يرو عنه غيرواحد ولم يوثق".[6]

"وہ ہے جس سے صرف ایک راوی روایت کرے اور وہ ثقہ بھی نہ ہو"۔

حافظ ابن حجرؒ نے اس کو "مبہم" سے مشابہہ قرار دیا ہے اور مبہم وہ ہے جس کا نام معلوم نہ ہو۔ لہذا جس کا نام تک معلوم نہ ہو اس کی عدالت (اور ضبط) کیسے معلوم ہو گا۔[7]

مجہول الحال کی تعریف:

حافظ ابن حجرؒ "مجہول الحال" کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"إن روى عنه اثنان فصاعدا، ولم يوثق فهو مجهول الحال".(8)

"اگر اس سے دو یا دو سے زیادہ راوی روایت کریں اور اس کی توثیق بھی نہ ہوئی ہو تو وہ مجہول الحال ہے"۔

حافظ ابن حجرؒ نے مجہول الحال اور مستور کو ایک ہی قسم شمار کیا ہے۔اس طرح ان کے نزدیک مجہول کی دو قسمیں ہیں۔ جبکہ بعض علماء نے مجہول کی تین اقسام بیان کی ہیں۔

مستور کی تعریف:

حافظ ابن حجرؒ نے "مستور" کی تعریف میں لکھاہے اگرچہ ان کے نزدیک مجہول الحال اور مستور ایک ہی ہیں:

"من روي عنه اكثر من واحد ولم يوثق".(9)

"جس سے ایک سے زیادہ راوی روایت کریں اور اس کی توثیق بیان نہ ہوئی ہو"۔

جبکہ حافظ ابن حجرؒ کے مایہ ناز شاگرد علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں:

"المستور الذي لم ينقل فيه جرح ولا تعديل"-(10)

"مستور وہ راوی ہے جس کے متعلق جرح و تعدیل منقول نہ ہو"۔

اسی طرح ملاّ علی القاری نے "شرح نخبۃ الفکر" میں مستور کے متعلق لکھا ہے:

"المستور الذي لم يتحقق عدالته ولا جرحه"-(11)

"مستور وہ راوی ہے جس کی عدالت و جرح ثابت نہ ہو"۔

مذکورہ تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ مجہول وہ شخص ہے جس کی حقیقت کے متعلق کچھ علم نہ ہو یا اس سے صرف ایک ہی شخص روایت کرے اور ائمہ نقد میں سے کسی نے اس کا تزکیہ وصفائی بیان نہ کی ہو۔ تاہم اگر اس سے ایک سے زائد اشخاص روایت کریں اور اس کا تزکیہ یا جرح وتعدیل بیان نہ کی گئی ہو تو یہ مجہول الحال ہے۔ جسے حافظ ابن حجرؒ "مستور" کہتے ہیں۔

حافظ ابن الصلاحؒ نے اپنی کتاب "معرفۃ انواع الحدیث" میں "مجہول" کی درج ذیل انواع بیان کی ہیں:

مجہول العدالۃ: وہ ہے جس کی عدالت، ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے، مجہول ہو۔

مستور: وہ ہے جس کی عدالتِ باطنہ مجہول ہو اور ظاہر میں وہ عادل ہو۔

مجہول العین: (وہ ہے جس سے صرف ایک راوی روایت کرے)۔[12]

مجہول راوی کی جہالت کا خاتمہ:

ائمہ نقد نے مجہول راوی کی جہالت کے خاتمے کے بھی چند اصول بیان کیے ہیں ۔ جن کی روشنی میں اگر مجہول راوی کے احوال واضح ہو جائیں یا اس کی تعدیل وتوثیق ثابت ہو جائے یا اس سے کم از کم دو یا دو سے زیادہ ایسے رواۃ روایت کریں جو عادل سے روایت کرتے ہیں تو اس کی جہالت ختم ہو جائے گی اور وہ راوی مجہول سے معروف بن جائے گا۔ چنانچہ اس ضمن میں امام خطیب بغدادیؒ "مجہول" کی تعریف کے بعد لکھتے ہیں:

"وأقل ما ترتفع به الجهالة أن يروي عن الرجل اثنان فصاعدا من المشهورين بالعلم".[13]

"جس چیز سے جہالت ختم ہوتی ہے اس میں کم تر یہ ہے کہ (اس مجہول) آدمی سے دو ایسے راوی روایت کریں جو علم کے ساتھ مشہور ہوں"۔

البتہ ان دونوں کے روایت کرنے سے اس کے لئے عدالت کا حکم ثابت نہیں ہوگا کیونکہ عدالت وضبط کے ثبوت کے لیے دیگر شروط کا لحاظ رکھا جانا ضروری ہے۔تاہم اگر جلیل القدر ائمہ اور ناقدین رجال حدیث جیسا کہ امام مالکؒ،امام ابن سیرینؒ،امام شعبیؒ وغیرہ کسی راوی سے روایت کریں تو وہ معروف ہی سمجھا جائے ہوگا بلکہ بعض علماء کے نزدیک تو وہ ثقہ بھی تصور کیا جائے گا۔نیز یہ کہ مجہول راوی اگر علماء کے درمیان مشہور ہو جائے تو وہ معروف بن جاتا ہے اگرچہ اس سے ایک ہی شخص روایت کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔اسی طرح کثرتِ رُواۃ بھی راوی کو جہالت سے نکال دیتے ہیں۔

مجہول راوی پر امام علی بن المدینیؒ کا منہجِ نقد:

امام علی بن المدینیؒ نے مجہول رواۃ پر نقد و جرح میں جمہور سے ملتا جلتا منہج ہی اختیار کیا ہے۔وہ جمہور کی طرح لفظ "مجہول" سے مجہول العین ہی مراد لیتے ہیں بلکہ ان کے اقوالِ نقد میں سب سے زیادہ مجہول العین کی مثالیں ہی ملتی ہیں۔وہ اکثر مجہول کا لفظ استعمال کرتے ہوئے راوی کے بارے میں یہ نشان دہی کرتے ہیں کہ اس سے فلاں ایک ہی راوی روایت کرتا ہے۔اور جس راوی سے صرف ایک ہی راوی روایت کرے وہ مجہول العین ہے۔اسی طرح امام ابن المدینیؒ نے مجہول رواۃ پر نقد و جرح میں نہایت احتیاط سے کام لیا۔لیکن پھر بھی چند ایک ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں بعض راویوں کے متعلق پختہ اور مکمل معلومات نہ مل سکیں جس کی وجہ سے انھوں نے ان کو مجہول قرار

دے دیا، حالانکہ وہ مجہول نہیں تھے۔ نقد رجال میں امام ابن المدینیؒ نے مجاہیل راویوں پر نقد و جرح میں جو منہج اختیار کیا وہ حسب ذیل ہے:

مجہول رواۃ پر امام ابن المدینیؒ کے الفاظِ نقد:

امام علی بن المدینیؒ نے مجاہیل پر نقد و جرح میں مختلف الفاظ استعمال کیے ہیں۔ البتہ تمام الفاظ اپنی دلالت میں جہالتِ راوی کا مظہر ہیں۔ ذیل میں مجہولین کے متعلق ان کے مستعمل الفاظ پیش خدمت ہیں:

مجهول [14] (یہ مجہول ہے)، رجل مجهول [15] (یہ مجہول شخص ہے)، شيخ مجهول [16] (وہ شیخ مجہول ہے)، مجهول لا أعرفه [17] (وہ مجہول ہے، میں اس کو نہیں پہچانتا)، مجهول لا نعرفه [18] (وہ مجہول ہے، ہم اس کو نہیں پہچانتے)، مجهول لم يرو عنه غيرفلان [19] (وہ مجہول ہے، فلاں کے علاوہ اس سے کوئی روایت نہیں کرتا)، مجهول لا أعلم أحدا روى عنه إلا فلان [20] (میں نہیں جانتا کہ اس سے فلاں کے علاوہ کوئی روایت کرتا ہو)، مجهولين لا يعرفون [21] (وہ مجہول ہیں معروف نہیں ہیں)، وغیرہ۔

مذکورہ بالا الفاظ میں سے سب سے زیادہ "مجهول لم يرو عنه غير فلان " کے الفاظ کا استعمال ہوا ہے جو کہ مجہول العین پر دلالت کرتے ہیں۔ جبکہ بقیہ الفاظ اگرچہ قلیل الاستعمال ہیں لیکن ان کا مفہوم بھی جہالتِ راوی سے ہی متعلق ہے۔

مجہول راوی پر امام ابن المدینی کا اسلوبِ نقد:

نقد رجال میں مجاہیل رواۃ پر امام علی بن المدینیؒ کا اسلوب نقد بہت سادہ اور عام فہم ہے۔ انھوں نے مجاہیل راویوں کی نشان دہی کے لیے مخصوص الفاظ استعمال کیے ہیں اور ان کے ہاں مجہولین رواۃ پر نقد کی امثلہ بھی اچھی خاصی تعداد میں پائی جاتی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ

یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام علی بن المدینیؒ کے ہاں مجہول راویوں پر نقد کے الفاظ واصطلاحات میں تنوع پایا جاتا ہے۔ان کی امثلہ مع توضیح حسب ذیل ہیں:

مجهول:

مجہول راوی کی پہچان کے لیے سب سے آسان اور سادہ لفظ یہی ہے۔اکثر ناقدین رجال نے مجاہیل کے لیے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔چنانچہ امام ابن المدینیؒ فرماتے ہیں:

"سعيد بن ذي لعوة مجهول".(22)

"سعید بن ذی لعوۃ مجہول ہے"۔

رجل مجهول:

امام ابن المدینیؒ فرماتے ہیں:

"حديث عثمان أنه قال من علم أن الصلاة حق أخرجه الإمام أحمد رواه عمران بن حدير وهو ثقة عن رجل مجهول يقال له عبد الملك بن عبيد يرويه عن حمران".

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث " من علم أن الصلاة حق "جس کی امام احمد نے تخریج کی ہے،اس کو ثقہ راوی عمران بن حدیر نے ایک مجہول شخص سے روایت کیا ہے جس کو عبدالملک بن عبید کہا جاتا ہے۔اور وہ اس حدیث کو حمران بن ابان سے روایت کرتا ہے"۔

امام علی بن مدینیؒ نے یہاں مسند احمد کی ایک حدیث کا ذکر کیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے:

"حدثنا عبد الله، حدثنا عبيد الله بن عمر، حدثنا عثمان بن عمر، حدثنا عمران بن حدير، عن عبد الملك

بن عبيد، عن حمران بن أبان عن عثمان بن عفان، أن النبي ﷺ قال:"من علم أن الصلاة حق واجب، دخل الجنة".[23]

اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اوراس کی وجہ عبدالملک بن عبید کی جہالت ہے۔اس راوی کے بارے میں معلومات موجود نہیں۔اس لیے شعیب الارناؤوط نے بھی مسند احمد کی تحقیق میں اس حدیث کی اسناد کو ضعیف کہا۔

شيخ مجهول:

یہ الفاظ بھی براہ راست جہالتِ راوی پر دلالت کرتے ہے۔امام ابن المدینیؒ نے بعض راویوں کی جہالت بتانے کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔مثلاً:آپ نے ابو ہمام عبداللہ بن یسار الکوفی،عقبہ بن عبدالرحمن،ابو خالد عیاض البجلی،غاضرہ بن عروہ الفقیمی وغیرہ کو "شیخ مجہول" کہا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

"سئل علي بن المديني عن عقبة بن عبد الرحمن فقال شيخ مجهول وقال بن عبد البر عقبة هذا غير مشهور بحمل العلم فقيل هو عقبة بن أبي عمرو وقيل عقبة بن عبد الرحمن بن جابر وقيل اسم جده هشيم".[24]

"امام علی بن المدینیؒ سے عقبہ بن عبدالرحمن کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا وہ شیخ مجہول ہے۔ابن عبدالبر نے کہا:یہ عقبہ علم میں مشہور نہیں ہے۔یہ بھی کہا گیا کہ یہ عقبہ بن ابی عمرو ہے،یہ بھی کہا گیا کہ وہ عقبہ بن عبدالرحمن بن جابر ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے داد کا نام ھشیم تھا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام ابن المدینیؒ نے جس راوی کے متعلق شیخ مجہول کے الفاظ استعمال کیے ہیں وہ واقعی مجہول ہی ہے۔ اس لیے کہ ابن عبدالبر نے بھی اس کو غیر مشہور کہاہے۔ نیز اس کے والد کے نام میں بھی اختلاف پایاجاتاہے۔

مجهول لا اعرفه:

امام ابن المدینیؒ نے بعض راویوں پر مجہول کا حکم لگاتے ہوئے ان کی معرفت کا بھی انکار کیاہے۔اور عموماً وہ راوی غیر معروف ہی ہوتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ امام ابن المدینیؒ نے کسی راوی کو مجہول کہتے ہوئے اس کی پہچان ومعرفت کا بھی انکار کردیاحالانکہ وہ ایک معروف راوی تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں امام ذھبیؒ لکھتے ہیں:

"عبد الله بن الوليد بن عبد الله بن معقل بن مقرن المزني. عن بكير بن شهاب، وجامع بن شداد، وعدة. وعنه أبو عاصم، وأبو نعيم، وآخرون. وثقه ابن معين، والنسائي. وقال أبو حاتم: صالح الحديث. وقال ابن المديني: مجهول لا أعرفه. قلت: قد عرفه جماعة ووثقوه، فالعبرة بهم.[25]

"عبداللہ بن الولید بن عبداللہ بن معقل بن مقرن المزنی۔ بکر بن شہاب، جامع بن شداد اور کئی لوگوں سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ابوعاصم، ابونعیم اور کئی دوسرے لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔ امام ابن معینؒ اور امام نسائیؒ نے ان کو ثقہ کہاہے اور ابوحاتم رازیؒ نے ان کو صالح الحدیث کہاہے۔ جبکہ امام علی بن المدینیؒ نے کہا: یہ مجہول ہے، میں اس کو نہیں جانتا۔ میں (امام ذھبیؒ) کہتاہوں: ایک جماعت نے اس کو پہچانااور اس کی توثیق کی۔ لہذا ان کی بات معتبر ہو گی"۔

مجهول لم يرو عنه غيرفلان:

امام علی بن المدینیؒ نے یہ الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں۔ وہ ان الفاظ میں خاص طور پر مجہول العین راویوں کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان سے صرف ایک ہی راوی روایت کرتا ہے اور اس کا نام بھی بتاتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن المدینیؒ نے عبداللہ بن قیس النخعی کو مجہول کہا ہے۔ اس سلسلے میں وہ فرماتے ہیں:

"عبد الله بن قيس الذي روى عنه داود بن أبي هند سمع الحارث بن وقيش وعنه داود بن أبي هند مجهول لم يرو عنه غير داود ليس إسناده بالصافي".[26]

"عبداللہ بن قیس جس سے داؤد بن ابی ہند روایت کرتے ہیں، اس نے حارث بن وقیش سے سماع کیا اور اس سے داؤد بن ابی ہند روایت کرتے ہیں، وہ مجہول ہے، داؤد کے علاوہ کوئی اس سے روایت نہیں کرتا، اس کی اسناد بھی بے غبار نہیں ہے"۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک راوی امام علی بن المدینیؒ کے نزدیک مجہول ہوتا ہے جبکہ بعض ائمہ کے نزدیک وہ معروف ہوتا ہے۔ لہذا ایسی صورت میں ناقدین رجال کو نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس راوی کا صحیح مقام پہچان سکیں۔ اس کی مثال حارث بن عبدالرحمن المدنی ہے جس کو امام ابن المدینیؒ نے مجہول کہا ہے جبکہ بعض دیگر ائمہ اس کو مجہول نہیں کہتے۔ چنانچہ تہذیب التہذیب میں ہے۔

"قال علي بن المديني الحارث بن عبد الرحمن المدني الذي روى عنه بن أبي ذئب مجهول لم يرو عنه غير بن أبي ذئب".[27]

"امام علی بن المدینیؒ نے فرمایا: حارث بن عبدالرحمن المدنی جس ابن ابی ذئب روایت کرتے ہیں وہ مجہول ہے،اس سے ابن ابی ذئب کے علاوہ کوئی بھی روایت نہیں کرتا"۔

جبکہ حافظ ابن حجرؒ نے حارث بن عبدالرحمن المدنی کے متعلق دیگر ائمہ کے اقوال نقل کرتے ہوا لکھا ہے کہ:

"قال بن سعد كان قليل الحديث وقال عثمان الدارمي عن بن معين يروي عنه وهو مشهور وقال أحمد بن حنبل لا أرى به بأسا".[28]

"ابن سعد نے کہا: وہ قلیل الحدیث ہے۔عثمان دارمیؒ نے ابن معینؒ سے بیان کیا ہے کہ اس سے روایت بیان کی جاتی ہے اور وہ مشہور ہے۔امام احمد بن حنبلؒ نے کہا: میں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ حارث بن عبدالرحمن المدنی کے بارے میں دیگر ائمہ کی آراء میں اس کی جہالت کی نفی ہے بلکہ وہ اس کو مشہور و معروف سمجھتے ہیں۔اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض دفعہ کسی راوی کو امام ابن المدینیؒ مجہول سمجھتے ہیں جبکہ دیگر ائمہ کے پاس اس کے بارے میں معلومات زیادہ ہیں جن کی وجہ سے وہ اس کو مجہول نہیں کہتے۔

مجهولين لا يعرفون:

امام علی بن المدینیؒ نے بعض دفعہ ایسے راویوں کی نشان دہی بھی کی ہے جو کہ مجہول راویوں سے روایت کرتے ہیں۔مثلاً: انھوں نے اسود بن قیس کے متعلق فرمایا:

"الأسود يعني ابن قيس روى عن عشرة مجهولين لا يعرفون".[29]

"اسود بن قیس دس مجہول راویوں سے روایت کرتا ہے جن کی کوئی پہچان نہیں"۔

مجہول راوی کی روایت پر امام ابن المدینیؒ کا حکم:

امام علی بن المدینیؒ نے مجہول کی روایت کی قبولیت میں یہ شرط عائد کی ہے کہ وہ اوراس کی حدیث علماء کے درمیان مشہور و معروف ہوں تو اس کی جہالت رفع ہو جائے گی۔ لہذا جب اس کی جہالت دور ہو جائے تو پھر دیگر شرائط کی روشنی اس کی روایت مقبول ہو گی۔ چنانچہ ابن رجبؒ نے مجہول کے متعلق امام علی بن المدینیؒ کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"والظاهر أنه ينظر إلى اشتهار الرجل بين العلماء وكثرة حديثه، ونحو ذلك، لا ينظر إلى مجرد رواية الجماعة عنه".(30)

"ظاہر بات یہ ہے کہ وہ آدمی کی علماء کے درمیان شہرت،اس کی حدیث کی کثرت وغیرہ کو ملحوظ رکھتے تھے اور وہ صرف ایک جماعت کے اس سے روایت بیان کرنے کو نہیں دیکھتے تھے"۔

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ امام علی بن المدینیؒ کے نزدیک مجاہیل راوۃ کی جہالت رفع کرنے کے لیے دو یا دو سے زائد راویوں کا روایت بیان کرنا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ راوی کا علماء کے درمیان مشہور ہونا اوراس کی حدیث کا کثیر ہونا ضروری ہے۔ جس کی وجہ سے اس راوی کی جہالت ختم ہو جاتی ہے۔

اس موقف کے متعلق امام ابن رجبؒ لکھتے ہیں:

"وابن المديني يشترط أكثر من ذلك".(31)

"امام ابن المدینیؒ اس سے بھی زیادہ شرط بیان کرتے ہیں"۔

یہ الفاظ باور کراتے ہیں کہ اگرچہ علماء کے نزدیک دو یا دو سے زیادہ راوی جب کسی مجہول سے روایت کریں تو اس کی جہالت رفع ہو جاتی ہے، لیکن امام ابن المدینیؒ اس کے قائل نہیں بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ شرط لگاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ راوی علماء کے ہاں مشہور ہو اور اس کی احادیث بھی متعدد ہوں تو اس طرح اس کی جہالت ختم ہو جائے گی۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ امام علی بن المدینیؒ نے جمہور علماء کے موقف سے کچھ فرق کرتے ہوئے مجہول کی جہالت کے دور ہونے میں قدرے زیادہ شرط عائد کی ہے کہ وہ راوی اور اس کی حدیث علماء کے درمیان مشہور و معروف ہوں۔ چنانچہ امام ابن المدینیؒ کے نزدیک مجہول راوی کی جہالت دور کرنے کے لیے متعدد راویوں کا اس سے روایت کرنا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ اس راوی کا علماء کے درمیان مشہور ہونا اور اس کی حدیث کا کثیر ہونا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

حوالہ جات وحواشی

[1] ابن فارس، ابو الحسین احمد بن فارس القزوینی الرازی، معجم مقاییس اللغة، دار الفکر، 1979ھ، ج:1، ص:489، مادہ: جھل

[2] ابن منظور، جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، ج:11، ص:129، مادہ: جھل

[3] الزمخشری، جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد، اساس البلاغة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1419ھ/1998ء، ج:1، ص:153

[4] الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، الکفایة فی علم الروایة، المکتبة العلمیہ، المدینة المنورہ، ص:88

[5] عتر، ڈاکٹر نور الدین، منہج النقد فی علوم الحدیث، دار الفکر، دمشق، 1981ء، ص:89

[6] ابن حجر، ابو الفضل احمد بن حجر العسقلانی، تقریب التہذیب، دار الرشید، حلب، 1986ء، ص:74

[7] ابن حجر، ابو الفضل احمد بن حجر العسقلانی، نزھة النظر فی توضیح نخبة الفکر، مطبعة سفیر، الریاض، 1422ھ، ص:125

[8] ایضاً، ص:126

[9] ابن حجر ، ابوالفضل احمد بن حجر العسقلانی، تقریب التہذیب، ص:74

[10] الصنعانی، محمد بن اسماعیل بن صلاح، توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، ج:1،ص:150

[11] القاری، ملاّ علی بن سلطان الهروی ، شرح نخبۃ الفکر ، دار الارقم ، بیروت، ص:432

[12] ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمن الشهرزوری، معرفۃ انواع علوم الحدیث ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ، 2002ء، ص:224223

[13] الخطیب البغدادی ، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت ، الکفایۃ فی علم الروایۃ ، ص:88

[14] ابن المدینی، ابولحسن علی بن عبداللہ بن جعفر ، العلل ، المکتب السلامی، بیروت، 1980ء، ص:92

[15] ایضاً، ص:96

[16] ایضاً، ص:86

[17] ابن حجر ، ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، دائرۃ المعارف النظامیہ، الهند، 1326ھ، ج: 10، ص:105

[18] ابن المدینی، ابولحسن علی بن عبداللہ بن جعفر ، العلل، ص:87

[19] ابن حجر ، ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، ج: 5، ص:365

[20] ابن المدینی، ابولحسن علی بن عبداللہ بن جعفر ، العلل، ص:94

[21] ایضاً، ص:92

[22] ایضاً

[23] احمد بن حنبل، ابوعبداللہ الشیبانی، المسند ، مؤسسۃ الرسالہ، 2001ء، ج:1، ص: 481، حدیث:423

[24] ابن حجر ، ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، ج: 7، ص:245

[25] الذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز ، میزان الاعتدال، دار المعرفۃ، بیروت، ج:2، ص: 521

[26] ابن حجر ، ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، ج: 5، ص:365

[27] ایضاً ، ج: 2، ص:149

[28] ایضاً

[29] ابن المدینی، ابولحسن علی بن عبداللہ بن جعفر ، العلل، ص:92

[30] ابن رجب ، زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی، مکتبۃ المنار ، الزرقاء، الاردن، 1987ء، شرح علل الترمذی ، ج:1،ص: 379

[31] ایضاً، ص:378